رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر | ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ | فہرست مضامین | نومبر ۱۹۱۲ء | جلد

ناشر محمد عبد الشکور مدیر النجم نے
دفتر النجم محلہ ... لکھنؤ سے شائع کیا

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینہ کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کریگا

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموما ۳۲ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورت اس سے بھی زیادہ ہوسکیگا

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	سے
ششماہی	عہ
سہ ماہی	عہ

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کر لیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کیلیے اپنے نام رسالہ جاری کرائین چاہین ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے لیلین

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب دو روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی۔

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے مسلمانو[illegible] عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلا[illegible] اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علے صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی [illegible] اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گ[illegible]

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جا[illegible] اس ذیل مین انشاء اللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات [illegible] دیکھے دین اور بہت سے مفید و موثر نصائح و حالاہ ہدیہ ناظرین ہو[illegible]

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خالص مذہبی ضروری مسائل سے متعل[illegible]

(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت [illegible] اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ جدید و جدید اسلامی خبرونکا بھی [illegible] خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جایا [illegible]

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ [illegible] بیشتر اکثر سلف صالحین مین کسی کی مستند و مفید تصنیف ک[illegible] ترجمہ ہوگی

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
نصف کالم	ۓ	سے	للعہ	للعہ[illegible]
ایک کالم	حہ	للعہ	عمہ	للعہ[illegible]
پورا صفحہ	لعہ	عہ	صہ	للعہ[illegible]

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ر اجرت ضمیمہ فیصدی [illegible] بشرطیکہ قواعد ڈاک کے خلاف نہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

النجم لکھنؤ یوم دوشنبہ

۷ - ذیحجہ سنہ ۱۳۳۰ھ

عید اضحی کی نماز لکھنؤ اور لکھنؤ کے اطراف مین یوم پنجشنبہ دہم ذیحجہ کو پڑھی گئی -

النجم کا یہ نمبر اس سال کا آخری نمبر ہے - آیندہ پرچہ انشاء اللہ تعالیٰ سالِ نو یعنی سنہ ۱۳۳۱ھ کا پہلا نمبر ہوگا -

۲۱ - ذیحجہ کا پرچہ حسب معمول قدیم بوجہ تعطیل عید اضحیٰ شائع نہ ہوگا - النجم کے لیے سال بھر مین یہی دو تعطیلین رکھی گئی ہین ایک عید الفطر کی - دوسری عید اضحیٰ کی - اسکے علاوہ نہ سالگرہ کی تعطیل ہوتی ہے نہ اور کوئی - یہ دونون تعطیلین بھی محض اس لیے قائم کی گئین کہ ان سے شعائر اسلامیہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے -

آیندہ مہینہ مین سالانہ چندہ کے ویلیو روانہ ہونگے، زمانہ کا مذاق دیکھتے ہوئے یہ تو کیا اُمید کیجائے کہ ویلیوون کی واپسی بالکل نہ ہوگی - لیکن اگر یہ واپسی فی صدی دس سے متجاوز نہ ہوئی تو امید ہے کہ آیندہ سال النجم کی ترقی کا سال ہوگا - کاغذ - لکھائی چھپائی کے لحاظ سے بھی مضامین کے لحاظ سے بھی اور پابندیِ وقت کے لحاظ سے بھی -

ناظرینِ النجم سے قوی امید ہے کہ وہ اس مضمون کو سرسری نظر سے نہ دیکھین گے اور اس بات کی کوشش کرین گے کہ النجم کی ترقی کا ذریعہ بنین نہ تنزل کا - جس کے دل مین کچھ بھی درد ہے اسکے لیے اسی قدر

لکھنا کافی ہے ورنہ بڑے بڑے دفتر بھی بے سود ہین - جن اصحاب کو کوئی عذر واقعی ہو اور وہ اسکے سبب سے چند روز کی مہلت مانگنا چاہین یا آیندہ انکو خریداری منظور نہو تو براہ کرم اس مضمون کے دیکھتے ہی ایک اطلاعی کارڈ دفتر ہذا مین بھیجدین -

مرزائی صاحبان اور شیعونکی حمایت

اگرچہ مرزائی صاحبان سے شیعون کی حمایت کا سرزد ہونا نہایت بعید تھا کیونکہ اس فرقہ کے اکابر مثل مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ کے اس فرقہ کے رد کرنیوالے اور اسکو بدترین کلمہ گویان اسلام مین سمجھنے والے تھے مگر حسام الدین صاحب فیض آبادی اور ایڈیٹر صاحب الحق نے ثابت کر دیا کہ حق سے مقابلہ کرتے وقت ہر ناکردنی کر گزرنے کیلیے تیار رہین - النجم کے گزشتہ نمبر مین صاحب موصوف کی تحریر پر کچھ لکھا گیا تھا اور بعض لطائف کا حوالہ نمبر ہذا پر کیا گیا تھا چنانچہ مختصراً ایک لطیفہ درج ہے

حسام الدین صاحب فیض آبادی یہ چاہتے ہین کہ شیعون کا ایمان قرآن پر ثابت کر دین اور انکی صحیح ترین روایات اور انکے اکابر کے عقائد سے آنکھ بند کر لینے ہی پر قناعت نہ کرین بلکہ ایک زبردست اور بدیہی دلیل کو بھی مکابرہ کے غبار مین چھپا دین وہ زبردست **دلیل** یہ ہے کہ قرآن موجود جمع کیا ہوا خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور شیعون کے اعتقاد کے موافق معاذ اللہ حضرات خلفای ثلثہ دیانت و امانت سے بالکل بے بہرہ تھے اور ہرگز کسی طرح قابل اعتبار و اعتماد نہ تھے لہذا انکے جمع کیے ہوے قرآن پر شیعونکو ہرگز اعتبار نہین ہو سکتا -

اس زبردست دلیل کو حسام الدین صاحب اس طرح مٹانا چاہتے ہین کہ فرماتے ہین "قرآن کو خدا نے کتاب کہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عہد رسالت ہی مین لکھ گیا تھا خلفای ثلثہ نے اسکو نہین جمع کیا"

کیا حسام الدین صاحب یہ بھی نہین جانتے کہ گو عہد رسالت مین کتابت قرآن کا انکار نہین ہے بلکہ ہیأت کذائی جمع و تالیف اسکی البتہ خلفای ثلاثہ کا خصیصہ ہے - مگر لفظ کتاب کا اطلاق اس بات سے بالکل ساکت ہے - لفظ کتاب ہرگز کسی زمانہ معین مین کتابت ہو جانے پر دلالت نہین کرتا - بلکہ لفظ کتاب کا اطلاق صرف [illegible] ہوتا ہے کہ اس شے مین صلاحیت کتابت کی ہو - خواہ وہ صلاحیت کسی زمانہ مین ظہور پذیر ہو - فقط

زہد و رقائق

سلسلہ کے لیے انجم نمبر ۲۱ ملاحظہ ہو

کور ہو جائیں چشم بد بینان — شاہ دین کو نہ دیکھیں بد بینان
دزد شب کو نہ کامیابی ہو — چشم انجم کی دیدبانی ہو
مہ کو ہوگا کلنگ کا ٹیکا — بال اوسکا اگر گیا بیکا
آپ نے یہ علی سے فرمایا — لب معجز نما پہ یہ آیا
بے خطر میری اوڑھ لو چادر — تمکو کفار سے نہ ہوگا ضرر
مالکوں کو تم اونکے دیدینا — اور راہ مدینہ پھر لینا
جاتے اب ہم ہین کبریا حافظ — گھر نے آواز دی خدا حافظ
منتظر تھے خروج سرور کے — آنکھیں پھیلائیں روبرو در کے
پھینکدی ہاتھ سے سوے کفار — بسر و چشم ہر اولی الابصار
کافرون کو نہ آئے آپ نظر — مردم دیدہ رہ گئے ششدر
فے المثل آنکھوں نکے تھی آگے ناک — کور چشموں کو سوجھتا کیا خاک
گرنہ گردش دونوں کی تھی سر پر — کی پے قتل مشورت کیونکر
قصد کو تہ سدھائے جب سرور — کر گئے کافرونکو خاک بسر
کیا ہر اک نے مدعا ظاہر — ہین پے قتل مصطفٰے حاضر
کر گئے وہ تو اس مکان سے سفر — تم کھڑے ہی رہے ہوئے نہ خبر
کھٹک آنکھوں میں خاک کی پائی — وجہ نا دیدگی یہ ہاتھ آئی
کہتے تھے ہم کھڑے تھے در پر — آپ اندر سے اُٹھے کب باہر
جھانک کر کی نظر سوے بستر — دیکھا لیٹا کسی کو بستر پر
پوچھا تنہا پڑے ہو تم کیونکر — کچھ کہو اپنے ابن عم کی خبر

صاف اس گھر سے وہ نکل جائے — حفظ حق میں نہ کچھ خلل آئے
رات میں گل ہوا جو دینکا چراغ — صاف آجائیگا قمر میں داغ
الغرض جب یہ ہو چکا سامان — گھیر اُن کافرون نے آکے مکان
کہ نہ تنہائی پر ہو رنجیدہ — میرے بستر پہ تم ہو خوابیدہ
لوگوں کی کچھ امانتیں بھی ہیں — جو حفاظت میں میری رکھی ہیں
طیبہ میں آئیو ہمارے پاس — کافرون سے نہ کیجیو وسواس
نکلے گھر سے مخاطب یٰسین — پیش دروازہ کافران لعین
آپ نے لیکے ایک مشت طین — پڑھکے لا یبصرون تک یٰسین
چھونک کر دو و چشم و سر پہ جا کے — آپ وانسے نکل گئے بیباک
کیسے وہ دیکھتے رخ حضرت — نور سے ناریوں کو کیا نسبت
آنکھوں میں خاک کرگئی تھی کام — سر پہ تھی اُنکے گردش ایام
اونکے دیدے تھے عین نادیدہ — ہوئی کوری اُنھیں پسندیدہ
آیا ابلیس اور یہ پوچھا — کس لیے تم کھڑے ہو فکر ہے کیا
بولا وہ تو نکل گئے بیباک — جھونک کر تم سبھوں کی آنکھ میں خاک
آکے شیطان نے یہ سوجھایا جب — ہاتھ پھیرا سبھوں نے منہ پر تب
لیکہ پوری طرح ہوا نہ یقین — بیخرد کور عقل تھے کم بین
یان سے تشریف لیگئے کیسے — سب کے آگے چلے گئے کیسے
جاکے جب جا لئے خوابگہ دیکھا — فرش پر بوتراب کو دیکھا
گئے شب میں کہاں محمد — آپ بولے کہ جانتا نہیں میں

پس وہ اشرار ہو کے سب ناکام
در بدر مارے مارے خاک بسر
لیکہ ملتا کہانسے انکو سراغ
حال لکھو رسول بر حق کا
کافرونکو ہوئی نہ آگاہی
عالم انتظار تھا ممتد
غیب سے طرقوا کی تھی آواز
ہر قدم پہ تھا فتنۂ محشر
پائے صدیق پاؤن کی آہٹ
اسی جاسب کو خیرباد کہا
سر عشاق کو کیا پامال
نقش پا تا نہ ہو زمین پہ عیان
دیکھتا یا جو دیدۂ بلبل
رہگذر کی زمین کا تھا یہ حال
دوش پہ کرلیا نبی کو سوار
بخت صدیق تھا بلندی پر
پائے اقدس تھے قرۃ العینین
بر سر کوہ ثور جا پہونچے
آپکے رخ کی وہ ضیا پھیلی
غیرت حق کو یہ ہوا منظور
شام گیسو مین صبح رخ ہو نہان

پھرے وانسے بغیر نیل مرام
بخت برگشتہ سان پھرے شب بھر
تھی شب تار گل خرد کا چراغ
کبریا کے حبیب مطلق کا
چھوٹ کر گمراہون کو آئے ہی
انتظاری تھی ہوتے سے بھی اشد
تھی اس انداز سے خرام ناز
قم باذنی تھی گویا ہر ٹھوکر
کہکے یا لراس والقدم جھٹ پٹ
نہ ذرا بھی کسی کو یاد کیا
لیا پیرونسے کفش پا کو نکال
چشم حاسد بنائے پا کا نشان
خون بہاتا نظارہ رگ گل
تھا گذر اس زمین سے سخت محال
گلبدن کو کیا گلے کا ہار
نجم طالع تھا ارجمندی پر
دیدہ و دل کو تھا سرور و چین
تیز رفتار جون صبا پہونچے
چاندنی صاف ہو گئی میلی
چشم بد دور آپ ہون مستور
لیلۃ القدر ہو بلا گردان

نہ ملاقی وہ جب نبی سے ہوئے
رہے اس جستجو مین وہ مشغول
ناظرا چھوڑ کافرونکو یہان
آپ جب یون خدا کی قدرت سے
منتظر اپنے گھر مین تھے صدیق
ناگہ آئے رسول عالیشان
قامت نازنین قیامت چال
کب کوئی اس صدا سے تھا ذی ہوش
اپنے اہل و عیال کو چھوڑا
ساتھ جب یار غار کو پایا
ہوئین نعلین جبکہ پاؤنسے دور
بسکہ نازک تھی آپکی کف پا
سنگریزونسے راہ تھی پرخار
ہو گئے پائے نازنین مجروح
بار اٹھایا سبک نبوت کا
دوش پر آپکو بٹھائے ہوئے
دل بھی ٹھنڈا تھا رات بھی ٹھنڈی
نور پر نور حق کا چمکا نور
دونو ابرو ہلال تابندہ
غار مین آپ جلوہ فرما ہین
پس ابوبکر پیش غار آئے

متعرض نہ پر کچھ علی سے ہوئے
ہاتھ آئین کہین جناب رسول
جستجو مین رہین وہ سرگردان
نکلے کاشانۂ نبوت سے
تا ہون حضرت کے ہمردیف و رفیق
حفظ حق پیش و پس جلو مین روان
دل عشاق ہوتے تھے پامال
وہی سنتا جو تھا سراپا گوش
وطن و ہم وطن سے منہ موڑا
آپ نے وانسے کوچ فرمایا
بس چلے انگلیونکے بل سے حضور
ورق گل سے نازکی مین سوا
دو قدم چلنا ہو گیا دشوار
یار کو پہونچا جس سے صدمۂ روح
نہ گران پایا بوجھ حضرت کا
پیر کو آنکھون سے لگائے ہوئے
لی پہاڑونکی راہ بگڈنڈی
تھی تجلی خدا کی بر سر طور
صورت ماہ نو درخشندہ
تا نہ کفار کو نظر آئین
سید المرسلین سوار آئے

وان دیا دوش سے نبی کو اتار | اور با صد ادب یہ کی گفتار
تاکہ ہو غار میں جو کوئی شے | آپ کی جان سے وہ دور رہے
مدتوں سے ہی غار تیرہ و تار | ہو گیا ہو گا جائے مور و مار
صاف کر دوں زمیں سارا گرد و غبار | بند کر دوں ہر ایک ثقبہ غار
کہہ کے یہ غار کے گئے اندر | غار کو صاف کر دیا جا کر
پھاڑ کر اپنی بے بہا چادر | بند سوراخ کر دیئے یکسر
پاسے بند اوسکو استوار کیا | واہ کیا بندوبست غار کیا
رکھکے پا چشم غار میں سرور | چشم بد دور جب گئے اندر
سو گئے جاتے ہی وہاں پہ جناب | آگیا چشم نرگسیں میں خواب
یار کو اپنے سرفراز کیا | استراحت کو پا دراز کیا
پھر دیدۂ رخ پسندیدہ | مردم دیدہ آئے در دیدہ
بوئے گیسو نے اسکو مست کیا | اپنی بانبی سے اسنے جست کیا
پاؤں میں یار غار کے کاٹا | کچھ افعی نے مار کے کاٹا
ضبط کی زخم مار کی وہ خلش | پیر کو مطلقاً نہ دی جنبش
لیکہ تکلیف کا ہوا جو وفور | صدمہ روح نے کیا مجبور
ہوئی بارش سرشک کی ہر سو | رخ سرور پہ بھی گرے آنسو
سبب گریہ یار سے پوچھا | سانپ کے کاٹنے کا حال سنا
فوراً آب دہن سے پائی شفا | تھا دم عیسوی لبوں پہ فدا
غار میں اپنے یار جانی کی | حفظ حق نے نگاہبانی کی
قدرت کبریا ہویدا تھی

اک ذرا آپ ابھی رہیں باہر | پہلے میں جاؤں غار کے اندر
میری ہی جان فدائے حضرت ہو | پہونچے مجھکو جو کچھ مصیبت ہو
عرصہ سے چشم غار ہے بینور | نقبوں کا دیکھنا ہے مجکو ضرور
پس ابوبکر صاحب اخلاص | جان نثاری تھا جنکا شیوۂ خاص
تھے جو سوراخ غار میں موجود | بند کر گئے انھیں کیا نابود
ایک سوراخ رہگیا باقی | اور نہ کپڑا رہا ذرا باقی
بعد ازاں دی حضور کو تکلیف | یعنی اب آپ لائیے تشریف
کسل رہ سے تکان پہنچا تھا | خواب کا وقت آن پہنچا تھا
زانوئے یار کو کیا بالیں | پردۂ چشم غار تھا قالیں
غار تھا عین دیدۂ عشاق | مردم دیدہ تھے رئیس مشتاق
ایک سوراخ تھا جو پانو سے بند | رہتا تھا اوسمیں ایک مار نژند
باہر آنے کی اسنے خواہش کی | سدرہ پیر یار کے کاوش کی
رہے ثابت قدم مگر صدیق | واہ جب یوں ہو جان نثار و رفیق
استراحت میں تا نہ آئے خلل | خواب خوش میں نہ آپ ہوں بیکل
اثر زہر جب ہوا طاری | اشک آنکھوں سے ہو گئے جاری
آنسوؤں سے جو تر ہوئے رخسار | خواب سے آپ ہو گئے بیدار
زخم کی جا لگایا آب دہن | آب حیوان تھا وہ لعاب دہن
اثر زہر ہو گیا زائل | طرفہ تریاق تھا یہ الحاصل
سن چکے حال اندرون غار | اب سنو حالت برون غار
سب حفاظت کی بات پیدا تھی

ایڈیٹر اصلاح کے فرار پر

ایک

دلچسپ گفتگو

۲

ایک دوسرا شیعہ - جناب کی خدمت مین جانے کی کیا ضرورت ہی۔ اُنکو ایسی باتون مین تکلیف دینا داخل گستاخی ہی۔ کوئی بڑا اہم معاملہ ہوتا جس کے فیصلہ مین معمولی علما کو دقت درپیش ہوتی تو البتہ انکو تکلیف دینا مناسب تھا“

پنڈت جی - کیون صاحب! یہ جناب کیا کسی کا نام ہی؟“

مین - نام تو نہین ہی۔ مگر آپ سمجھ لیجیے کہ شیعہ حضرات کو شروع ہی سے لقب دینے کی بڑی مشق ہی جس کو جو لقب چاہتے ہین دیتے ہین۔ جس کو چاہا امام بنا لیا جس کو چاہا شہید کا لقب دیدیا۔ ان کے یہان ایک مولوی ناصر حسین ہین اُنکے یہان تین پشت سے ردِ اہل سنت کا کام ہوتا ہی۔ اور اسی کام مین رات دن مشغول رہتے ہین۔ اس خدمت کے صلہ مین اُن کو جناب کا لقب دیا گیا ہی“

پہلا شیعہ - کیون صاحب! ہمنے کس کو امام کا لقب دیا اور کس کو شہید کا لقب دیا؟ یہ القاب تو خدا کی طرف سے جسکو ملے ہین ملے ہین۔ ہم کون دینے والے ہ“

مین - ہان اس کا ثابت کرنا میرے ذمہ ہی۔ مین آپ کو دکھا دون گا کہ آپ نے کیسے کیسے لوگون کو یہ اور مثل اسکے دوسرے القاب دیے ہین۔ مگر براہِ کرم ایک تھوڑا سا صبر فرمائیے پہلے وہ مرحلہ طے ہو جانا چاہیے جس پر گفتگو شروع ہوئی تھی“

دوسرا شیعہ - حضرت۔ وہ مرحلہ نہ تو طے ہوا ہی نہ ہوگا۔ تیرہ سو برس گزر گئے طے نہ ہوا تو اب کیا طے ہوگا“

مین - صاحب وہ تو کوئی ایسی بات نہین - صرف یہ ہے کہ مین پرچۂ اصلاح مین آپکو دکھادون کہ ایڈیٹر اصلاح نے ایڈیٹر النجم کو دعوت مناظرہ دی اور ایڈیٹر النجم مستعد ہوے ایڈیٹر اصلاح سے وقت و تاریخ دریافت کی - جس کا جواب اُنھون نے یہ دیا کہ جس وقت اور جب چاہے آئیے باستثنای یوم عید الاستجابۃ پھر مین آپ کو اصلاح مین یہ بھی دکھادون کہ ایڈیٹر اصلاح نے شوال کے پرچہ مین دو شرطین بڑھادین اوّل یہ کہ ۱۵ - شوال تک مجھکو پہونچ جائیے - دوسرے یہ کہ فلان فلان دو اشخاص کو حکم بناکر اپنے ساتھ لائیے " اور یہ اشخاص ایسے ہین کہ ہرگز ایڈیٹر صاحب النجم کا کوئی اختیار و اقتدار ان پر نہین اور بعض تو ایسے ہین کہ ہرگز وہ کسی طرح اس کام کیلیے راضی نہ ہونگے - بس یہ مضامین مین اصلاح مین دکھادون چلیے قصہ فیصل - اور جبکہ آپ جانتے ہین کہ یہ قصہ نہ طے ہوا ہے نہ ہوگا تو پھر آپ ناواقف سنیون چھیڑتے کیون ہین - پنڈت جی کے سائیس کو آپ نے کیون چھیڑا ؟ اُسے شیعہ ہونے کی کیون ترغیب دی -

دوسرا شیعہ - حضرت یہ ان کی (پہلے شیعہ کیطرف اشارہ کرکے) نادانی ہے - اب معاف کیجیے اور اس گفتگو کو جانے دیجیے - ان باتون مین اچھے دل بُرے ہوجاتے ہین -

مین - صاحب - کوئی معاف کرنے کی بات نہین - نہ آپ نے میرا کچھ قصور کیا ہے نہ انھون نے اور میرے خیال مین تو اس گفت گو سے بُرے دل اچھے ہوجانے چاہیین نہ برعکس -

پنڈت جی - واقعی آپ سچ کہتے ہین - اس مین کسی کے برا ماننے کی بات نہین - اصل بات یہ تھی کہ میر صاحب مجھ سے کہا کرتے تھے کہ مباحثہ مین سنیون کے مولوی بھاگ جاتے ہین - اس کا حال اب مجھے معلوم ہوگیا کہ سنیون کے مولوی نہین بھاگتے بلکہ شیعون کے مولوی بھاگ جاتے ہین "

پہلا شیعہ - واہ پنڈت جی واہ - خوب حق دوستی اداکیا - یہ اک طرفہ فیصلہ ؟

پنڈت جی - میان جی - مجھ سے تو تم صاحب سلامت تک بند کرچکے - حق دوستی کیا - اور کیا حق دوستی کا تمھارے یہان یہی مطلب ہے کہ بے ایمانی کرکے خواہ مخواہ تمھاری طرفداری کرون - اور ایکطرفہ فیصلہ تو مین نے نہین کیا - مین نے تو تمھاری بھی تقریر سُنی اور انکی بھی -

اس گفتگو مین اور بھی بہت سی متفرق باتین ہوئین جو مجھے یاد نہین رہین - وقت لائبریری کا ختم ہوگیا - اور جلسہ برخاست ہوا -

دوسرے دن پھر مین لائبریری گیا - پنڈت جی تو تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے - مگر وہ شیعہ صاحب نہ آئے - پنڈت جی نے مجھ سے کہا کہ صاحب آج صبح کو بڑے سویرے وہ میر صاحب میرے گھر پر پہنچے اور کل کی باتون کا پھر اعادہ کیا - مین نے کہا یہ بتاؤ اڈیٹر اصلاح کے حوالہ سے جو باتین سنی صاحب نے بیان کی تھین وہ صحیح تھین کہ نہین ؟ میر صاحب نے اقرار کیا کہ ہان وہ باتین صحیح تھین بے شک اڈیٹر اصلاح نے خود ہی دعوت دی اور خود ہی مناظرہ کو ٹال گئے - مگر اسکی اصل وجہ یہ ہی کہ اول تو اڈیٹر النجم لسّان بہت ہین - اور آپ جانتے ہین کہ اسی لسّانی کی بدولت جھوٹا مقدمہ سچا اور سچا جھوٹا ہوجاتا ہی - دوسری بات یہ ہی کہ اگر یہ جلسہ ہوتا تو بڑا فساد ہوجاتا - اور ہم لوگ فساد کے پاس نہین جاتے "

مین نے انکو بہت قائل معقول کیا کہ اگر یہی بات تھی تو پہلے دعوت کیون دی - کیا پہلے سے اڈیٹر النجم کی لسانی سے واقف نہ تھے ؟ کیا پہلے سے نہ جانتے تھے کہ جلسہ ہوگا تو فساد ہوجائیگا - اصل بات یہ ہی کہ پہلے سمجھے تھے کہ اڈیٹر النجم پرائے گھر مین مباحثہ کیلیے کیون جانے لگے مثل مشہور ہی کہ کتا بھی اپنے گھر مین شیر ہوتا ہی - مگر جب اڈیٹر النجم نے اسکو بھی منظور کرلیا تو لگے میان بغلین جھانکنے - آخر بھاگ کھڑے ہوے بس میر صاحب بس - اب باتین نہ بناؤ - مجھے معلوم ہوگیا - تمھارے مذہب مین کچھ جان نہین ہی " یہ کہکر مین نے اپنے سئیس کو آواز دی - اور انھین میر صاحب کے سامنے سب قصہ اُسے سنایا - اور کہا کہ تمھارا دھرم بڑا طاقت دار ہی - تم ہرگز اسکو نہ چھوڑنا اور کسی کے بہکانے مین نہ آنا -

پنڈت جی کی یہ گفتگو سنکر مین نے شکریہ ادا کیا - اور اُنسے اجازت مانگی کہ اس گفتگو کو شائع کردیا جائے پنڈت جی نے اجازت دی - مگر اپنا اور ان شیعہ صاحبون کا نام مخفی رکھنے کی تاکید کردی - اور مجھے ان کے نام معلوم بھی نہ تھے -

راقم - ایک نامہ نگار لکھنوی -

قصۂ قرطاس و مسئلہ غصب خلافت

پر

سرسری نظر

خدا کی قدرت ایک طرف شیعون کے عام اعتراضات اور دوسری طرف ائمہ پاک اہلبیت علیہم الصلوۃ والسلام کی احادیث و روایات پر جہان تک غور و خوض کیا جائے تو یہ افسوسناک نتیجہ عقل رسا اور ادراک نکتہ سنج پر زیادہ عرصہ تک مخفی نہین رہ سکتا کہ یہ گروہ ایک حد تک فاش غلطیون اور غلط فہمیون کا شکار ہوتا رہا ہی۔ من جملہ اُن بڑی بڑی غلط فہمیون کے جو صدہا برس سے نزاع شیعہ و سنی کا باعث ہو رہی ہین۔ ایک غلط فہمی مسئلہ خلافت کے متعلق بھی ہی یعنی شیعہ کہتے ہین کہ حق خلافت بلافصل جناب علیؑ کا تھا، حضرت عمرؓ نے مزاحمت کی اور علی کا حق چھین کر ابو بکرؓ کو دیدیا" اور بنا اس غصب کی قصۂ قرطاس پر ہی۔ اتفاق سے ایک دو روایات بخاری مین بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہین۔ جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مرض الموت مین قلم و دوات منگائی تھی۔ اس ارادہ سے، کہ ایک ایسی وصیت لکھ جائین جس سے مسلمان گمراہ نہ ہون۔ لیکن بعض صحابہؓ نے کہدیا کہ ہم مین کتاب خدا موجود ہی اور وہی ہدایت کے لیے کافی ہی، ایسے وصیت لکھنے لکھانے کی تکالیف اس نازک وقت مین رسول پاک کو دینا مناسب نہین، وغیرہ وغیرہ۔ شیعون کو اس روایت سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ وصیت مذکورہ خاص حضرت علی علیہ السّلام کی خلافت بلافصل کی غرض سے ہی لکھی جاتی تھی۔ اور جن صحابہؓ نے اسکی مخالفت کی انکو بھی یہ غرض معلوم ہو چکی تھی، اور اُن مخالفون کے سرغنہ عمرؓ ہی تھے"

باوجودیکہ بخاری کی روایت کیا بلحاظ اصول محدثین اور کیا بلحاظ خود مضمون حدیث کے قرآن مجید اور شان رسول کریم کے منافی ہی پھر بھی شیعہ اسکو بمنزلہ حدیث متواتر قطعی الصدور کے

مانتے ہین اس قصۂ قرطاس کو انھون نے یہان تک شتہر کر دیا ہی کہ اب اس سے انکار کرنا گویا امر واقع کا انکار ہی۔ شعراے شیعہ اسکو اپنے کلام مین منظوم بھی کر چکے ہین چنانچہ ایک لکھنوی شاعر کہتا ہی

خط وہ لکھتا ہی تو لکھنے نہین دیتے ہین رقیب

ماجرا یہ بھی کم از قصۂ قرطاس نہین

اس تمہید کے بعد ذیل مین چند ایسی حدیثین ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہین جس سے قصۂ قرطاس اور غصب خلافت دونون شبہات ایک آن مین انشاء اللہ رفع ہو جائین - وہو ہذا

اوّل - کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ مصنفہ شیخ صدوق مین ایک لمبی حدیث ہی جس کا مطلب مختصا بقدر الحاجۃ یہ ہی کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کو پورا کر چکے اور اپنے ایام (حیات) کو کامل گزار چکے تو اللہ تعالی نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ یا محمد قد قضیت نبوتک و استکملت ایامک فاجعل العلم الذی عندک والایمان والاسم الاکبر و میراث العلم وآثار النبوۃ عند علی ابن ابیطالب علیہ السلام فانی لم اقطع العلم والایمان والاسم الاکبر و میراث العلم وآثار علم النبوۃ من العقب من ذریتک کما لم اقطعہا من بیوتات الانبیاء الذی کانوا بینک وبین ابیک آدم آلخ یعنی اے محمد تم نے اپنی نبوت کو پورا کر دیا اور اپنے ایام کو کامل، پس جو علم اور ایمان اور اسم اکبر اور میراث علم اور ترکات انبیاء تمھارے پاس ہین، سب علی ابن ابی طالب کو حوالہ کر دو، تحقیق مین اُس علم اور ایمان اور اسم اکبر اور میراث علم اور آثار علم نبوت کو پیچھے تیری اولاد مین بھی قطع نہین کرونگا جیسے کہ مین نے اُن انبیا کے گھرانون سے قطع نہین کیا جو کہ تیرے اور تیرے باپ آدم کے درمیان مین گزرے ہین۔

اکمال الدین مطبوعۂ ایران سنہ ۱۳۰۱ صفحہ ۱۲۵۔

دوم - ملا باقر مجلسی فرماتے ہین در احادیث بسیار از ائمہ اطہار صلوات اللہ علیہم منقول است کہ حق تعالی علوم جمیع پیغمبران را از برائے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع کرد و آنحضرت ہمہ ابا و صیاے خود بمیراث داد و بآنحضرت رسید توریت و انجیل و زبور صحف آدمؑ و شیثؑ و ادریسؑ و ابراہیمؑ و کتابہاے جمیع پیغمبران صلوات اللہ علیہم اجمعین " یعنی ائمہ اطہار کی بہت سی حدیثون مین آیا ہی کہ خداوند کریم نے

سب پیغمبرون کے علوم آنحضرت صلعم کے لیے جمع کیے اور آنحضرت صلعم نے وہ سب کے سب اپنے اوصیاؤن کو میراث مین دیے اور آنحضرت کو پہونچین توریت انجیل زبور، آدمؑ شیثؑ ادریسؑ اور ابراہیمؑ کے صحیفے غرض سب پیغمبرونکی کتابین"۔ حیات القلوب - جلد ۲ باب ۱۲ -

سوم - ملا باقر مجلسی فرماتے ہین - وبعد از ین خواہد آمد احادیث بسیار کہ پیراہن یوسفؑ کہ حق تعالی برائے ابراہیمؑ فرستادہ وقتیکہ او را باتش انداختند وعصا وسنگ موسیٰؑ وانگشتر سلیمانؑ وطشت قربانی وتابوت سکینہ وغیر اینہا از آثار پیغمبران بآنحضرت رسید واز آنحضرت بائمۂ طاہرین صلوات اللہ علیہم منتقل گردید - حیات القلوب جلد ۳ باب ۱۳ -

یعنی اس کے بعد بہت سی حدیثین آئینگی کہ قمیص یوسف کی جو خدا نے اُن سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کی خاطر بھیجی تھی جبکہ دشمنون نے اُنکو آگ مین ڈالدیا تھا - اور موسیٰ کا عصا اور پتھر (جسکے بارہ ۱۲ چشمے پھوٹ کر بہ نکلے تھے) اور سلیمانؑ کی انگوٹھی اور قربانی کا طشت اور تابوت سکینہ وغیرہ سابقہ پیغمبرون کے ترکے آنحضرت نے پائے تھے اور پھر آنحضرت سے امامان پاک کے سپرد کیے گئے -

چہارم - مجلسی اس باب ۱۴ مین تمام اوصیاے انبیا کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہین - وبردہ وصیت ہا وکتابہا بمن تسلیم نمود ومن بتو تسلیم میکنم - یا علی - وتو بوصی تسلیم کن تا اوصیاے تو از فرزندان تو تسلیم نماید کہ ہریک بدیگرے بدہند تا برسد بامام دوازدہم کہ بہترین اہل زمین ست بعد از تو - حیات القلوب جلد ۲ -

یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بردہ نے وصیتین اور کتابین مجھے سونپ دین اور اے علی مین تیرے حوالہ کرتا ہون اور تم اپنے وصی کے حوالہ کرنا - تا وہ تیرے اوصیاء کے حوالہ کرے جو تیرے فرزندون سے ہون - تاکہ ایک دوسرے کو دیتا جائے - یہان تک کہ بارھوین امام کو پہونچین جو تیرے بعد تمام اہل زمین سے بہتر ہو -

پنجم - اصول کافی مین ایک حدیث ہے لما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الوفاۃ دعا

العباس بن عبد المطلب و امیر المومنین الخ - اصول کافی کتاب الحجہ صفحہ ۱۴۴

یعنی جب آنحضرت صلعم کا وقت وفات نزدیک ہوا تو آپ نے حضرت عباس اور جناب علی کو طلب فرمایا - پہلے حضرت عباس کو چاہا کہ میرے خلیفہ ہو - میرے قرض کو ادا کر دینا تو حضرت عباس نے عذر کیا کہ مین بڈھا ہون اور عیالدار - اسپر جناب رسول صلعم نے حضرت علی کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ آؤ تم میرے وصی ہو - میرے قرض کو ادا کرو - میرے وعدون کو پورا کرو - وغیرہ وغیرہ

ششم - ملا باقر مجلسی نے اس روایت کو حیات القلوب مین بھی بیان کیا ہے - حضرت عباس کے انکار کے بعد جب جناب علی نے وصی اور خلیفۂ رسول ہونا منظور کیا تو آنحضرتؐ نے اُنسے یون خطاب فرمایا "یا علی توئی برادر دنیا و در آخرت و وصی و خلیفۂ من در اہل و امت من"

پھر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بلالؓ کو حکم دیا کہ ہماری ذیل کی چیزین لاؤ - خود - جسکو ذوالجبین بھی کہتے ہین - زرہ - جسکو ذات الفضول کہتے ہین - رایت جسکو عقاب اور شمشیر جسکو ذوالفقار اور عمامہ جسکو سحاب - اور دوسرا عمامہ جسکو تحمیہ کہتے ہین - چادر اور ابرق اور چھوٹا عصا اور چوب دست جسکو ممشوق کہتے ہین - دو جفت نعل عربی - جنمین سے ایک کو پیوند لگا ہے اور دوسرے کے نہین - اور وہ پیراہن جسے شب معراج مین پہنا تھا - اور وہ پیراہن جسکو جنگ احد مین پہنا تھا - اور وہ تین کلاہ جن مین سے ایک سفر مین دوسری عید کے دن اور تیسری اپنے اصحاب مین بیٹھنے کے وقت پہنتے تھے - اور دو استر جن کے نام شہبا اور دُلدُل ہین - اور دو اُونٹنیان غضباء اور صہبا - اور دو گھوڑے جناح اور خیر وم - اور وہ گدھا جسکو یعفور کہتے ہین"

حضرت بلال نے جب یہ سب چیزین لاکر جمع کین تو آنحضرت صلعم نے فرمایا - اے علی اُٹھو اور ان چیزون پر قبضہ کرو میرے جیتے جی - تاکہ یہ لوگ جو حاضر ہین سب گواہ ہون - اور میرے بعد کوئی کسی قسم کا تنازع نہ کرے - حضرت علی فرماتے ہین کہ مین اُٹھا اور میرے پانؤن مین چلنے کے لیے طاقت نہ تھی - پس بڑی مشکل سے مین گیا - اور سب چیزون کو اپنے ساتھ گھر لیگیا - اور پھر واپس آگیا اور آن حضرت صلعم کی خدمت مین آکر کھڑا ہو گیا - جب آپ کی نظر مبارک مجھپر پڑی آنحضرت صلعم نے اپنی انگشتری

اپنے دست حق پرست سے اتاری اور میرے ہاتھ مین ڈالدی - اُسوقت سارا گھر بنی ہاشم اور سب مسلمانون سے بھرا ہوا تھا - اور باوجود اُس ضعف کے کہ سر مو کو بھی اب سنبھال نہ سکتے تھے اور آنحضرت کا سر مبارک کبھی داہنی حرکت کرتا کبھی بائین آپ نے اسقدر آواز بلند فرمائی کہ سب نے سن لی - آپ نے فرمایا -

اے گروہ مسلمانان - علی برادر من و وصی من و خلیفہ من ست در اہل و امت من و علی ادا میکند دین مرا - و وفا میکند بوعدہ ہاے من - اے گروہ فرزندان ہاشم و فرزندان عبدالمطلب و اے گروہ مسلمانان دشمنی با علی مکنید و مخالفت امرا و منمائید کہ گمراہ شوید و حسد برو مبرید و از جانب او بسوے دیگرے رغبت منمائید کہ کافر می شوید " حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۵۰

ہفتم - اصول کافی مین امام صادق علیہ السلام سے ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم مین جو رسول صلعم کے سلاح ہین اُنکی مثال ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل مین تابوت (سکینہ) تھا جس گھرانے کے سامنے تابوت پایا جاتا تھا - وہی نبوت پاتا تھا - پس ہم مین سے جس کے پاس سلاحِ (رسول) ہون اُسی کو امامت کا وارث سمجھنا چاہیے " اصول کافی صفحہ ۱۴۵

ایک دوسری حدیث بھی قابل غور ہے - انما دار التابوت دار الملک و انما دار السلاح فینا دار العلم یعنی بنی اسرائیل مین جہان جہان تابوت پھرتا وہین صاحب مملکت بھی ہوتے جاتے - اور ہم مین جدھر جدھر (رسولؐ کے) ہتھیار پھرتے ہین علم بھی وہین پھرتا آتا ہے - صفحہ ۱۴۶ -

ہشتم - اصول کافی اور کتاب گوہر مراد ملا عبد الرزاق لاہجی فصل ۱۲ مین خصوصیات و علامات ائمہ علیہم الصلوۃ والسلام مین ذکر کیا ہے کہ وہ قرآن مجید کے تمام علوم و احکام پر حاوی ہوتے ہین - انکو اسم اعظم کے ۷۲ حروف دیے گئے ہین - اور عصای موسیٰ و حجر موسیٰؑ کہ چشمہاے آب ازان می تراوید - و قمیص آدمؑ و خاتم سلیمانؑ اور سلاح رسولؐ و درع رسولؐ " ہر کہ از ما اہلبیت سلاح رسول اللہ پیش او باشد امامت از وست " اور جفر احمر اور جفر ابیض و جامعہ و مصحف

فاطمہ وصحیفہ الی غیر ذلک مما ہو مذکور فی کتب حدیثنا المرویۃ عنہم علیہم السلام "

نہم - اصول کافی مین امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہی - قال خرج امیر المومنین ذات لیلۃ بعد عتمۃ وہو یقول ہمہمۃ ہمہمۃ ولیلۃ مظلمۃ خرج علیکم الامام علیہ قمیص آدم و فی یدہ خاتم سلیمان وعصا موسیٰ - اصول کافی کتاب الحجۃ - صفحہ ۱۴۲

یعنی ایک رات جناب علی باہر کو نکلے اور آپ فرماتے تھے ہمہمہ ہمہمہ (شیر کی گرج) اور رات اندھیری ہی - یہ لو تمہارا امام تیر نکلا ہی - وہ آدم کی قمیص پہنے ہوے ہی اور سلیمان کی انگوٹھی اور عصا موسیٰ کا اُسکے ہاتھ مین ہی -

دہم - کتاب مجالس المومنین قاضی نور اللہ شوستری مین بحوالہ کتاب مختار، سعید الاعرج التیمی الکوفی کے حال مین اُس سے مروی ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس مین دو شخص زیدی آئے تھے اور دریافت کیا تھا کہ آیا تم مین سے کوئی امام مفترض الطاعۃ ہی ؟ امام صادق نے فرمایا کہ " چنین کسی در میان خود نہ می شناسیم " (ص ۱۶۵) پھر وہ چلے گئے تو امام نے فرمایا - کیون بھئی انکو پہچانتے ہو - کون تھے ؟ حاضرین نے عرض کیا - ہان زیدی تھے - اور انکا گمان ہی کہ حضرت رسول کی شمشیر عبد اللہ بن حسن کے پاس ہی "، امام نے فرمایا " جھوٹ کہتے ہین " اور تین بار انپر لعنت کرکے فرمایا " واللہ آن شمشیر را عبد اللہ نہ دیدہ است وبدست پدر او نیز نہ رسیدہ مگر آنکہ از دور آنرا حمایل علی ابن الحسین دیدہ باشند - و اگر راست میگویند از ایشان بپرس کہ آن شمشیر چہ علامت دارد "

یعنی خدا کی قسم عبد اللہ نے وہ شمشیر نہین دیکھی بلکہ اُسکے باپ کو بھی نہین پہونچی - البتہ دُور سے اگر امام زین العابدین کے پاس دیکھ پائی ہو تو دوسری بات ہی - اور اگر سچ کہتے ہین تو اُن سے دریافت تو کرو کہ اُس شمشیر کی علامت کیا ہی ؟

اسکے بعد امام نے فرمایا کہ واللہ سیف رسول اللہ اور علم ہمارے پاس ہی - اور خدا کی قسم ہمارے پاس ہین الواح موسیٰ اور اُنکا عصا - اور بتحقیق ہمارے پاس ہی خاتم سلیمان بن داود اور ہمارے پاس ہی وہ طشت قربانی اور تابوت سکینہ اور جناب رسول کی زرہ اور بتحقیق ہمارے قائم

(نہہ می) جب رسول کی زرہ پہنیں گے تو انکو پوری آجائیگی - اور امام باقر نے پہنی تھی اور پوری آگئی تھی - اور مین نے بھی اُسے پہنا ہی وہ ٹھیک آگئی تھی " مجالس المومنین مطبوعہ طہران صفحہ ۱۹۶ ترجمہ سعید الاعرج -

یازدہم - کتاب ناسخ التواریخ جو شیعون کی اکلوتی تاریخ ہی - اسمین لکھا ہی کہ جب جناب علی علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو روساء بنی ہاشم اور شیعون کی مجلس منعقد فرمائی - اور اپنی کتاب اور سلاح امام حسن علیہ السلام کو عطا فرمائے - ثم قال یا بنی امرنی رسول اللہ ان اوصی الیک وان ادفع الیک کتبی وسلاحی کما اوصی الی رسول اللہ ودفع الی کتبہ وسلاحہ وامرنی ان امرک اذا حضرک الموت ان تدفعہ الی اخیک الحسین ثم اقبل علی ابنہ الحسین الخ - ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ۱۳۱۱ھ صفحہ ۲۷ -

یعنی فرمایا اے میرے بیٹے مجھے رسول اللہ نے امر فرمایا تھا کہ مین تجکو وصی کرون اور اپنی کتابین اور ہتھیار تجکو دیدون - جس طرح خود رسول اللہ نے مجھے وصی بنایا اور اپنی کتابین اور اپنے ہتھیار میرے حوالہ فرمائے تھے اور پھر مجکو حکم دیا تھا کہ جب تم (امام حسن) کو وقت مرگ آجائے تو اسی طرح یہ چیزین اپنے بھائی امام حسین کے حوالہ کرنا - چنانچہ اسی روایت مین ہی کہ جب امام حسن فوت ہونے لگے تو اُنھون نے واقعی کتابین اور ہتھیار اور اثاثہ امامت اور مواریث انبیا اور اسم اعظم اُن (امام حسین) کے حوالہ کردیا - یہ واقعہ ۲۸ صفر ۵۰ ہجری کو ہوا تھا -

اصل عبارت کتاب مذکور " لاجرم چون حسن علیہ السلام را وفات رسید حسین علیہ السلام را وصی خویش فرمود وکتب وسلاح را با وگذاشت واثاثہ امامت با وتفویض فرمود ومواریث انبیا واسم اعظم او را داد واین واقعہ در روز بست وہشتم شہر صفر المظفر در سال پنجاہم ہجری بود - و این اول روز بست کہ حسین علیہ السلام بصورت ظاہر متصدی امامت وہدایت اُمت گشت ومحمد بن حنفیہ وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن جعفر ودیگر صنادید قریش وعلمای اصحاب وزعمای شیعیان اطاعت حضرتش را متقلد ومتابعت اورا متفق گشتند در معضلات فرائض ومشکلات سنن

جناب شش راپنا ہندہ آمدند صفحہ ۷۷۳ ناسخ التواریخ۔

دوازدہم۔ بحارالانوار مین بحوالہ کتاب منتخب البصائر بروایت حسین بن ہمدانی ایک روایت مرقوم ہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ رجعت مین جناب امام حسین علیہ السلام مع اصحاب ولشکر کے کوفہ مین وارد ہون گے۔ اور اُسوقت بہت سے لوگ روے زمین سے وہان اکٹھا ہونگے امام حسین کوفہ مین پہونچین گے اور اسی کو اپنا صدر مقام تجویز فرمائین گے۔ اسی اثنا مین امام حسین اور اُنکے اصحاب کو امام مہدی کی خبر کوفہ مین پہونچے گی۔ آپ کے اصحاب آپ سے دریافت کرین گے کہ یہ کون ہی جو ہماری مملکت مین آگیا ہی؟ امام حسین فرمائینگے کہ آؤ باہر چلین اور دیکھین کہ یہ شخص کون ہی اور اسکا مطلب کیا ہی۔" درآن حال امام حسینؑ گوید کہ اگر تو مہدی آل محمدی پس کو عصای جدت رسولؐ خدا۔ وانگشتر ولباس وعمامہ واسپ او واشترش غضباء نام واشترش دُلدُل نام والاغش یعفور نام واسپش براق نام وتاجش وقرآنے کہ امیرالمومنین جمع کردہ کہ بے تغییر وتبدل است۔ دران حال قائم سلہ احضار می فرماید کہ ہمہ آنہا دران دران می باشد۔ صادق فرمود کہ دران سلہ می باشد ہمہ انہا ومتروکات ہمہ پیغمبران حتی عصاے آدم ونوح وترکہ ہود وصالح ومجموعہ ابراہیم وپیمانہ یوسف وپیمانہ دترازوے شعیب وعصاے موسی وتابوت اوکہ بقیہ ترکہ موسٰی وآل ہارون ست وآنرا ملائکہ برمیدارند وزرہ داؤد وانگشتر سلیمان وتاجش واسباب واثاث سیاے عیسے ومیراث ہمہ انبیا ومرسلین دراین سلہ می باشد" الخ۔ بحارالانوار جلد ۱۳ صفحہ ۳۶۹۔

اشیاے مندرجہ نمبر ہذا کا ترجمہ تقریباً نمبر ششم مین آگیا ہی۔ اس روایت مین صرف ایک لفظ سلہ ہی۔ غیاث اللغات مین سلہ کے معنی پٹاری کے لکھے ہین۔ گویا یہ تمام چیزین امام حسین کے معائنہ کے لیے امام مہدی ایک پٹاری سے نکال کر دکھائینگے۔

فوائد

احادیث مذکورہ صدر سے بہت سے استدلال ہوسکتے ہین مگر ذیل کے چند استدلال پر

اکتفا کیا جاتا ہی:-

اول یہ کہ مثل مشہور ہی کہ عقلمند کے لیے ایک اشارہ کافی ہی - مین نے خدا کے فضل سے ایک چھوڑ بارہ احادیث صحیح اور متواتر کو کتب معتبرۂ شیعہ سے جمع کیا اور انکو اس ترتیب سے قلمبند کردیا ہی کہ مطالب مطلوبہ خاص و عام ناظرین کے ذہن نشین ہو سکے - یہ بارہ احادیث کیا ہین گویا بارہ اماموں کی وصیت کی مختصر مگر مدلل تاریخ ہی - امید نہین کہ کسی خوش اعتقاد شیعہ کے دل مین ازین بعد قصہ قرطاس کا وسواس خطور کرے -

دوم - بخاری کی روایت قرطاس اول تو احاد ہی - کیونکہ اس کے راوی صرف ابن عباسؓ ہی ہین - اور چونکہ وفات آنحضرت صلعم کے وقت بقول محققین اہل سنت دس بارہ برس کے بچے ہی تھے - پھر اگر صحیح بھی مانا جائے جب بھی وہ مجمل ہی - یعنی اس سے یہ ثابت کرنا محال ہی کہ وصیت لکھوانے سے آنحضرت صلعم کا دلی منشا کیا تھا اور وہ کس قسم کی وصیت تھی ؟ پس ایسی مجمل روایت متنازعہ فیہ بنانا معقولیت کے منافی ہی - البتہ اسکے مقابلہ مین معترضین کی اپنی معتمد علیہ کتابون کی ہی موقع و محل کی احادیث و روایات بہرحال قابل توجہ ہین -

سوم - یہ کہ تمہید مین جو خاکسار نے معترضین کو اکثر غلط فہمیون کا شکار قرار دیا تھا - اُس کی خاصی تصدیق ہو گئی - کیونکہ جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ آن حضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو واقعی اپنا وصی بنا دیا تھا - اور وصی بھی نہ صرف زبانی جیسے غزوۂ تبوک یا خم غدیر مین خاص اوقات ضرورت مین - بلکہ اس موقع پر اثاثۂ نبوت و خلافت و امامت بھی حوالہ کیا گیا - اور وہ بھی خواب مین نہین نہ کسی خلوت یا تاریک کوٹھری مین - بلکہ دن دہاڑے سب بنی ہاشم اور سب مسلمانون کے روبرو - اور اپنے سامنے اُن سب چیزون پر (جن کی تفصیل احادیث مذکورہ مین ہی) جناب علی کا پورا قبضہ اور تصرف کرا دیا - اور وہ اُن چیزون کو اپنے گھر بھی رکھ آئے - اور اس طریق تکمیل وصیت کی غایۃ بھی آنحضرت صلعم نے خود ہی بیان فرما دی تا کہ بعد مین اس بارے مین کوئی مدعی خویش و بیگانہ حضرت علی سے تنازع نہ کرے - باوجود اس کے پھر بھی اگر شیعہ قصہ قرطاس پر جھگڑا قائم کیے جائین تو یہ کسقدر غلط فہمی ہی -

چہارم - وہ جو جناب صدیق اور جناب فاروق کو غصب خلافت کا الزام دیا جاتا ہی اسکی تغلیط اور تردید کماحقہ ہوگئی - کیونکہ جب ثابت ہوگیا کہ اثاثۂ خلافت و امامت حضرت علیؓ کے پاس محفوظ رہا - جس کا ثبوت یہ ہی کہ وہی اثاثہ بعینہ و بتمامہ تمام ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے پاس منتقل ہوتا رہا اور وہ اس پر بکمال احتیاط قابض و متصرف رہے، اور کیونکر نہ رہتے - کیونکہ اس اثاثہ کی تملیک اور تصرف ہی اُنکے امام برحق ہونے کی دلیل تھی - اگر یہ اثاثہ نہوتا تو وہ امام برحق نہ ہو سکتے - ایسی تمام تصریحات خود ائمہ کرام کی احادیث مین موجود ہین - جن سے شیعیان علی کا بے خبر رہنا نہایت تعجب کی بات ہی -

پنجم - چونکہ معترضین غصب خلافت نے اب تک ثابت نہین کیا ہی کہ آخر غاصبین نے کونسی چیز حضرت علی سے چھین لی؟ کیا عصائے موسی چھین لیا تھا یا انگشتری سلیمان انکے ہاتھ سے اُتار لی تھی - یا تابوت سکینہ کو دھکیلا دھینگی اپنے گھر کے سامنے لا کھڑا کیا تھا؟ اور نہ انشاءاللہ تعالی کوئی اس غصب کی ماہیت کو بیان کر سکتا ہی - کیونکہ ضروری ہی کہ اثاثۂ خلافت کی سب چیزین محفوظ رہین - اگر ایک چیز بھی ضائع ہوئی تو پھر امام کی امامت دُبدھا مین پڑ جائیگی -

ششم - وصیت کا وقوع اور اُسکا عملدرآمد کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت اور اُسکے ساتھ ہی اُنکے عقیدہ کے برخلاف بھی نہین - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جبکو اس عمل درآمد پر یقین کلی نہ ہو سکے وہ خوش اعتقاد اور پکا شیعہ شاید نہ رہ سکیگا - اور قصۂ قرطاس ظنی اور محمل ہونے کے باعث ایسے امر واقعہ کے بکلی منافی ہی - اس واسطے شیعون کو تو بلکہ یہ تذکرہ زبان پر لانا ہی ناجائز ہوگا - کیونکہ اسکے اگر وہ معنی کیے جائین جو شیعہ کرتے ہین تو نہ صرف بعض صحابہؓ یا حضرت عمرؓ کی نافرمانی نکلے گی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان اور کامل و کامیاب نبی کی موت ناکامی کی موت اور حضرت علی جیسے عالیشان امام کی خفت اور ہمیشہ کے لیے خیر الامۃ کو بھی ابدی گمراہی مین مبتلا ماننا پڑتا ہی -

ہفتم - جب بفضلہ تعالی اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ حضرت علی کی خلافت کو نہ تو صحابہ مین سے کسی نے غصب کیا اور نہ کوئی غصب کر سکتا تھا - اور بقول اڈیٹر صاحب اصلاح خلفاء کی خلافت تو محض

دنیوی تھی، جو خلافت جناب علی کو ملی تھی وہی اصلی خلافت اور اعلیٰ درجہ کی خلافت تھی - پس جب دونوں خلافتون کی نوعیت ہی جدا جدا ہی تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو کیا پڑی تھی کہ حضرت علی کی خلافت کو غصب کرنے کے درپے ہوتے - اور وہ بیچارے جراءت ہی کس طرح کر سکتے تھے جب جانتے تھے کہ غصب کرینگے تو خلیفۂ روحانی عصاے موسیٰ کو اژدہا بنا کر ہمپر چھوڑ دینگے یا انگشتری سلیمان پہن کر پھر بادشاہ بنجاینگے

پس ہر پہلو سے ثابت ہوگیا کہ قصۂ قرطاس اور غصب خلافت کا اعتراض شیعون کو کچھ مفید نہین ہی - بلکہ خود بیسیون مشکلات کا باعث ہی - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار خادم حسین - خادم - بھیروی

از مدیر النجم عافاہ اللہ تعالیٰ

لائق مضمون نگار نے قصۂ قرطاس پر جس حیثیت سے بحث کی ہی کافی ووافی بلکہ لائق تحسین ہی - باقی رہا یہ کہ اس قصہ پر حسب اصول اہل سنت کیا تقریر ہو سکتی ہی؟ اسکو علماے اہل سنت مثل صاحب تحفہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم خوب بیان کر چکے ہین -

سب سے بڑا طعن یہ کیا جاتا ہی کہ حضرت عمرؓ نے معاذ اللہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہذیان کی نسبت کی - مگر آج تک کسی شیعہ کو توفیق نہ ہوئی کہ اہل سنت کی کسی معتبر روایت مین لفظ **"ہجر"** کا مقولۂ حضرت فاروق ہونا دکھاتا - ثانیاً بر سبیل تنزل لفظ ہجر کے معنی مین شیعون نے صریح مغالطہ دیا ہی - اس لفظ کے معنی یہان ہذیان کے کسی طرح ہو ہی نہین سکتے - کیونکہ اول تو حضرت نے کوئی بات خلاف عقل نہ فرمائی تھی جس کو ہذیان سے تعبیر کیا جا سکے - دوسرے ہذیان والے سے پھر استفہام چہ معنی؟ حالانکہ اس حدیث مین ہی **استفہموہ لہذا** آیا تو اس لفظ کے معنی جدائی کے ہین ہجر مقابل وصل کے شائع وذائع ہی - یعنی یہ مضمون شکر صحابہ نے کہا "معلوم ہوتا ہی اب حضرت ہم سے جدا ہوتے ہین" **اور** یا اس لفظ کے شروع مین ہمزۂ استفہام جو بعض روایات مین راوی سے رہ گئی ہی یعنی استفہام انکاری ہی - اور یہ مقولہ ان لوگون کا ہی جو لکھوانے کے مؤید تھے - یعنی حضرت کو ہذیان نہین ہوا ضرور لکھوانا چاہیے - والبسط لا یقتضیہ المقام -

جنگ بلقان اور سلطنت ترکی

آج کل اسلامی سلطنتون کو جن مصائب و حوادث سے مقابلہ پڑا ہی مخفی نہین ہی۔ خاص کر دولت علیہ عثمانیہ جس کے ساتھ حرمین شریفین کی حفاظت اور دین اسلام کی شوکت و قوت وابستہ ہی ایک مدت سے ان پریشانیون مین مبتلا ہی۔ ابھی جنگ طرابلس سے فرصت نہ ہوئی تھی کہ اور چند قوتین متفق ہوکر امادۂ جنگ ہوگئین۔ اور سخت خونریز لڑائی شروع ہو گئی۔ اب دشمنون کی یہ کوشش ہی کہ اگر اور زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم سرزمین یورپ سے اسلام کو خارج کر دیا جائے۔

ایسی حالت مین مسلمانون اور خاص کر ہندوستان کے مسلمانون کو کیا کرنا چاہیے؟ ظاہر ہی کہ اپنی امکانی مدد سے دریغ نہ ہونا چاہیے۔ جس شخص سے جو کچھ ہو سکے چندہ جمع کرے اور انجمن ہلال احمر مین بھیجدے۔ انجمن مذکور سے براہ راست چندہ کی رقم قسطنطنیہ بھیجدیجاتی ہی۔

لڑائی کی خبرین جس قدر اخبارون مین چھپتی ہین اگرچہ انکا بڑا حصہ ایک خاص سازش سے تیار کیا ہوا ہوتا ہی لیکن پھر بھی سمجھنے والے اصل بات کا سراغ لگا لیتے ہین۔

اسوقت خوش قسمتی سے تمام ہندوستان کے علما جنگ بلقان کے لیے چندہ کی کوشش کر رہے ہین سب نے اسکے متعلق فتوے لکھے ہین۔ اعلانات دیے ہین۔ چنانچہ علماے دیوبند کا شائع کیا ہوا ایک فتوی درج ذیل کیا جاتا ہی۔

بعض لوگون نے اس موقع پر یہان تک غلو کیا کہ ایک فتوے اپنی طرف سے اس مضمون کا چھاپدیا کہ مسلمان قربانی مطلق ترک کردین اور جو روپیہ قربانی مین صرف ہوتا وہ ہلال احمر مین بھیجدین۔ ان حضرات نے گویا شارع مستقل بننے کا ارادہ کیا ہی مگر کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ انکی پہلی کارروائی نہین ہی پس ہذا اول قارورۃ کسرت۔ اس فتوے کے دینے والے مولوی شبلی صاحب ہین۔ خیر اب یہ موقع اسکے متعلق زیادہ لکھنے کا نہین ہی۔

مسلمان اگر چاہین تو فرائض کے ادا کرنے کے بعد بھی بہت کچھ دے سکتے ہین۔ آخر روپیہ کس کام کے لیے ہی؟

زر از بہر خرچ ے خریدن نکوست ‌ ‌ ‌ ‌ نشاید خریدن بہ از ناز دوست

ہلال احمر

کے متعلق

علماے اسلام کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً - عثمانیہ سلطنت دنیا مین مسلمانون کی بڑی سلطنت ہی - جو محافظ حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے مسلمانانِ عالم کی ہمدردی کی مستحق ہی - اسوقت اس سلطنت کو بلقان مین ایک سخت خونریز جنگ سے سابقہ پڑا ہی - جس مین مجروحون اور شہیدون کی مقدار بہت زیادہ ہوگی -

تمام مہذب سلطنتین مجروحون کی مرہم پٹی اور شہیدون کی پس ماندہ یتیم اور بیوہ کی امداد کیلیے چندہ دینا انسانی فرض خیال کرتی ہین -

مسلمانون مین قسطنطنیہ سے لیکر ہندوستان کے چھوٹے بڑے شہرون تک اس مطلب کے لیے جس قدر انجمنین روپیہ جمع کر رہی ہین سب ہلال احمر کہلاتی ہین

ہلال احمر قسطنطنیہ کے صدر حسین حلمی پاشا ہند کے تمام مسلمانون سے ہلال احمر کے لیے چندہ مانگ رہے ہین ۲۸ - اکتوبر کا تار جو اُنھون نے کلکتہ مین دیا اُسکے بعض الفاظ یہ ہین "ہم مسلمانان ہند کی گرم جوشانہ ہمدردی اور خیرخواہی کے پورے طور پر متیقن ہین - اور اسی طرح ہم کو اپنے کثیر التعداد زخمیون کی راحت کیلیے مالی امداد کا کچھ کم یقین نہین - محبان سلطنت عثمانیہ اور مسلمانان انگلستان ہمکو چار شفاخانون کا ضروری سامان بھیج رہے ہین - انجمن ہلال احمر کو اُمید ہی کہ ہندوستان کے مسلمان بھائی بھی ہسپتالون کے اخراجات پورے کرنے مین شرکت کرین گے -

جنگ طرابلس کے شروع مین ہز ایکسیلنسی ویسرائے اسی قسم کے چندون کے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کر چکے ہین" اور بمبئی کے ۲۶ - اکتوبر کے جلسہ مین پولیس کمشنر بھی جیسا ذمہ دار اُٹھا ہمدردی کیلیے شریک ہوا

اور تین سو روپیہ چندہ دیا، ایسے حالات دیکھکر مسلمانون کو شرعی حکم سے مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہون
اس لیے علمای اسلام سے عموماً اور علمای دیوبند سے خصوصاً امید ہی کہ مفصلہ ذیل صورتون کا جواب
شرح صاف صاف لکھدین تاکہ تمام مسلمانون کو اپنے فرض ادا کرنیکی طرف توجہ ہو۔

(الف) ہلال احمر مین چندہ دینا ہر ایک مسلمان کے ذمہ کس درجہ ضروری ہی۔

(ب) زکوٰۃ اور صدقات واجبہ اور چرم قربانی ہلال احمر کیلئے کس طرح دیے جا سکتے ہین۔

(ج) عام مساکین اور محتاج یا علمی تحریکین (قومی ہون یا مذہبی) جہان اب تک صدقات وغیرہ مختلف قسم
کے چندے صرف کیے جاتے ہین ہلال احمر کے مقابلہ مین مستحق سمجھے جائین گے یا نہین

شیخ عبد الرحیم حیدرآباد سندھ ۔ ۲۰ ۔ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱ ۔ نومبر ۱۹۱۲ع

الجواب

(الف) ہلال احمر یعنی مجروحین اہل اسلام اور انکی بیوگان اور یتیم بچون کیلیے مسلمانون کو چندہ دینا اور
اپنا مال بھیجکر انکی مدد کرنا فرض ہی "خواہ مال سے یا زخمیون کی مرہم پٹی اور انکے کھانے پینے کی خبرگیری سے"
احادیث معتبرہ کثیرہ اسکی بابت صریح موجود ہین۔ من انفق نفقۃ فی سبیل اللہ کتب سبع مائۃ ضعف"
افضل الصدقات ظل فسطاط فی سبیل اللہ ومنحۃ خادم فی سبیل اللہ او طروقۃ فحل فی سبیل اللہ من ارسل
نفقۃ فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درہم سبعمائۃ درہم ۔ خلاصہ روایات مذکورہ کا یہی ہی کہ جب
دشمن مسلمانون پر لڑنے کو موجود ہون اور "انپر ظلم کرنا چاہین" تو سب صدقات مین افضل صدقہ یہ ہی کہ
ان مسلمانون کی مدد جس طرح ہو سکے فرض ہی خواہ انکو سایہ کے لیے خیمہ دیدے یا خدمت کرنیکو کوئی خادم
بھیجدے یا سواری کو اونٹنی دیدے اور ایک درہم سے ہمدردی کریگا تو سات سو درہم کا ثواب ملیگا۔

اس فرض عین ہونے کا یہ مطلب ہی کہ جب تک ترکون کے پاس ہلال احمر کے مصارف کیواسطے
کافی روپیہ نہ ہو جائیگا اُس حد تک یہ فرضیت برابر چلی جائیگی۔ مثلاً مسلمانان ہند اگر روپیہ کافی جمع کردین
تو یہ فرضیت آگے کو نہ چلیگی ۔ ورنہ اسی طرح شرقاً غرباً یہ فرضیت تمام دنیا کے مسلمانون پر عام ہوگی اب
ہندوستان کے مسلمان دیکھ لین کہ ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہی یا نہین ۔ اگر حاجت ہی تو پھر ہلال احمر کی

مالی امداد فرض عین نہ ہوگی اگر مالی امداد کرینگے توحسب روایات سابقہ ثواب عظیم ہوگا اور اگر نہ کرینگے تو گنہگار نہ ہونگے۔ اور اگر ہلال احمر کو امداد مالی کی حاجت ہی توجس مسلمان کو یہ خبر پہونچیگی اُسپر فرض عین ہوگا کہ اُنکی اعانت مالی کرے اور سب مسلمانون پر فرض ہوگا کہ حسب روایات فقہیہ مال اور جان سے جس طرح ممکن ہو اُنکی اعانت کرین۔ اور جو مسئلہ سے واقف ہین وہ ناواقفون کو اس حکم فرض عین سے مطلع کردین ورنہ گنہ گار ہونگے۔

(ب) زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل صدقۃ الفطر وغیرہ اور چرم قربانی ان سب کے لیے یہ امر ضروری ہی کہ کسی کو مالک بنا دیا جائے۔ اگر کسی ایسے مصرف خیر مین صرف کیے جاوینگے جس مین تملیک نہ ہو تو ادا نہ ہونگے مثلاً تعمیر مسجد یا خرید کتب وقفیہ برائے استعمال طلبہ اس لیے اُسکی سہل صورت یہ ہی کہ زکوٰۃ و صدقات کسی ایسے حاجت مند کو بطریق تملیک دیدیے جاوین کہ وہ اپنی رضا و سے اُن کو چندۂ ہلال احمر مین دیدے۔ اور چرم قربانی مین فقیر کی تخصیص نہین غنی کو بھی تملیک کر سکتے ہین چنانچہ جملہ مدارس اسلامیہ مین ان صدقات زکوٰۃ کو اسی صورت سے صرف کرتے ہین اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت مین بھی یہی امر افضل ہی کہ زکوٰۃ و صدقات کو اس طریقہ سے ہلال احمر کے چندہ مین دیا جاوے۔

(ج) عام ساکین اور علمی سلسلے خواہ قومی ہون یا مذہبی اُن سب کے مقابلہ مین اس ضرورت شدید کیحالت مین ہلال احمر بیشک مستحق تر ہی۔ جیسا کہ روایات حدیث اور فقہ سے ظاہر ہوتا ہی۔ اس لیے مسلمانان ہند کو ضروری ہی کہ جبتک ضرورت موجودہ باقی رہے اُسوقت تک صدقات مذکورہ مین چندۂ ہلال احمر کو اور سب موقعون سے مقدم سمجھین دہان کوئی موقع فوری ضرورت کا ہو۔ مثلاً کوئی آنکھون کے سامنے بھوکا مرتا ہو اوسکا استثنا ظاہر ہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

۲۱-ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ

الجواب حق لاریب فیہ محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند

الجواب حق صریح بندہ محمود عفی عنہ دیوبندی

الجواب صحیح ابو محمد انور کشمیری عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ دیو بند

الجواب صحیح بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ خادم طلبہ مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

الجواب صحیح عبدالرحمن کان اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المومنین مدرس مدرسہ امروہہ

الجواب صواب - احقر محمد حسن سہسوانی مدرس شاہی مسجد مراد آباد

الجواب صحیح - عبید اللہ عفی عنہ ناظم جمعیۃ الانصار

الجواب صحیح - شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جواب عین صواب ہی - اور بہت زیادہ قابل اہتمام ہی - اور احقر کا معمول تملیک مین ایک خاص طریق ہی - جسکو مین راجح سمجھتا ہون وہ یہ کہ اول کوئی مسکین کسی سے قرض لیکر چندہ مین دیدے - پھر صدقہ دینے والا اپنی رقم اسکو تملیک حقیقی دیدے اور پھر وہ مسکین اس سے اپنا قرض ادا کرے تو اس طریق سے حیلہ کا فی ارتکاب کرنا نہین پڑتا - اشرف علی ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۱ھ

حسب دستور قدیم

۲۱ ذیحجہ کا پرچہ بوجہ تعطیل عید الاضحی کے شائع نہوگا

منیجر النجم لکھنؤ

ہنگامہ اجودھیا و فیض آباد

ہنود باوجودیکہ خوب جانتے ہین کہ گاؤکشی کا کسی طرح انسداد نہین ہو سکتا خود گورنمنٹ اسکی حامی ہے اور گورنمنٹ کی فوج کا روزینہ یہی ہی مگر مسلمانونکی قربانی مین مزاحمت سے باز نہین آتے انہین چند سالونمین نہ معلوم کتنے خونریز ہنگامے ہندوستان مین ہوچکے، اذلحق ناحق مسلمانون غریب مسلمانونکی عزیز جانین ہلاکت مین پڑین -

ابکی مرتبہ عید اضحی کے موقع پر اجودھیا و فیض آباد مین جو خونریز ہنگامہ ہوا وہ مسلمانون کو خون کے آنسو رولا رہا ہے خود گورنمنٹ کی اجازت سے مسلمانون نے اجودھیا مین قربانی گاؤ کا سامان کیا گائین خرید ین مسلمان ابھی نماز سے بھی فارغ نہوے تھے کہ یکایک ہندوؤن کی فوج ان پر ٹوٹ پڑی اجودھیا فیض آباد دونون مقامون مین چند مسلمان شہید ہوے - مسلمان مطمئن تھے کہ گورنمنٹ کا انتظام ہے ورنہ یہ حالت نہ پیش آتی - گورنمنٹ کی فوج نے مقابلہ کیا کچھ فیر بھی کیے گئے مگر کوئی ہندو مرا نہین دو چار آدمی زخمی ہوے - اب مقدمہ قائم ہے سرکار مدعی ہے ہندو مفسد گرفتار ہین - اگر گورنمنٹ نے کافی تدارک نہ کیا تو کیا امید ہے کہ امن قائم ہو لیکن مسلمانون کو امید رکھنا چاہیے کہ گورنمنٹ انصاف کریگی - یہ بھی سنا گیا ہے کہ کچھ یورپین حکام ضلع بھی ہندوؤن کے ہاتھ سے اس موقع پر زخمی ہوے مفصل کیفیت آیندہ درج کیجاویگی،

و الصفار جمیعا عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن عبد اللہ بن یحیی عن ابن مسکان قال حدثنی ابو بصیر قال سألت ابا

اور صفار سے ان دونوں نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے عبد اللہ بن یحییٰ سے انھوں نے ابن مسکان سے روایت کرکے خبر دی - وہ کہتے تھے مین نے ابو بصیر سے سنا وہ کہتے تھے مین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ گوبر کنوئین مین گرجائے (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا بیس ڈول نکالے جائین اور اگر گھل گیا ہو تو چالیس یا پچاس ڈول -

لیکن وہ حدیث جو سعد بن عبد اللہ نے احمد بن حسن سے اُنھوں نے عمرو بن سعید سے اُنھون نے مصدق بن صدقہ سے اُنھون نے عمار سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کنوئین مین اگر ایک زنبیل خشک یا تر گوبر کی گرجائے (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا کچھ حرج[ف] نہین بشرطیکہ اُس مین پانی بہت ہو -

اور وہ حدیث جو محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے اُنھون نے موسی بن قاسم سے اُنھون نے علی بن جعفر سے اُنھون نے اپنے بھائی موسی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مین نے اُن سے پوچھا کہ پانی کے کنوئین مین ایک زنبیل خشک یا تر گوبر کی یا ایک زنبیل پاخانہ کی گرجائے تو کیا اُس سے وضو ہو سکتا ہے امام نے فرمایا کچھ حرج نہین -

عبد اللہ علیہ السلام عن العذرۃ تقع فی البئر فقال ینزح منہا عشر دلاء فان ذابت فاربعون او خمسون دلوا قاما ما رواہ سعد بن عبد اللہ عن احمد بن الحسن عن عمرو بن سعید عن مصدق بن صدقۃ عن عمار قال سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن البئر یقع فیہا زبیل عذرۃ یابسۃ او رطبۃ فقال لا باس اذا کان فیہا ماء کثیر وما رواہ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن موسی بن القاسم عن علی بن جعفر عن اخیہ موسی بن جعفر علیہ السلام قال سألتہ عن بئر ماء وقع فیہا زبیل من عذرۃ رطبۃ او یابسۃ او زبیل من سرقین ایصلح الوضوء منہا

[ف] کچھ حرج نہین کی لفظ جو اس حدیث اور نیز اسکے بعد کی حدیث مین ہے صاف بتاتی ہے کہ اس کنوئین کی طہارت بدستور باقی ہے اور اشیای مذکورہ اسکو نجس نہین کرتین - مگر مصنف چاہتے ہین کہ اس لفظ کی تاویل کرین - تاویل کی حقیقت انشاء اللہ آئندہ معلوم ہوگی ۱۲

فقال لا باس فالوجہ فی

ہٰذین الخبرین احد شیئین احدہما ان یکون المراد بہ انہ لاباس بہ بعد نزح خمسین دلواً حسبما تضمنہ الخبر الاول والثانی ان یکون
المراد بالبئر المصنع الذی
یکون فیہ من الماء اکثر من
کر ولاجل ہذا فقالؑ بانہ
اذا کان فیہا ماء کثیر لان
ذلک ہو الذی یعتبر فیہ القلۃ
والکثرۃ دون الآبار المعینۃ
فاما ما رواہ سعد بن عبد اللہ
عن موسیٰ بن الحسن عن
ابی القاسم عبد الرحمن بن
حماد الکوفی عن بشیر عن
ابی مریم الانصاری
قال کنت مع ابی عبد اللہ
علیہ السلام فی حائط لہ فحضرت
الصلوٰۃ فنزح دلواً للوضوء
من رکی لہ فخرج علیہ قطعۃ
من عذرۃ یابسۃ فاکفی راسہ
وتوضأ بالباقی فیحتمل ہذا الخبر
شیئین ایضاً احدہما ما ذکرناہ
فی الخبرین من ان یکون المراد
بالرکی المصنع الذی فیہ الماء الکثیر والثانی ان نحمل العذرۃ علی انہا کانت عذرۃ ما یوکل لحمہ وذلک لاینجس الماء علی کل حال

پس مطلب ان دونون حدیثون کا یا تو یہ ہی کہ کچھ حرج نہ ہونے سے مراد یہ ہو کہ بعد پچاس ڈول نکالنے کے۔ جیسا کہ پہلے حدیث مین مذکور ہوا۔ اور یا یہ ہی کہ مراد کنوئین[له] سے وہ حوض ہو جسمین پانی ایک کر سے زیادہ آجاتا ہو۔ اور اسی وجہ سے امام نے فرمایا کہ کچھ حرج نہین جبکہ اوسمین پانی زیادہ ہو۔ کیونکہ حوض ہی مین پانی کی قلت وکثرت کا اعتبار ہوتا ہی نہ کہ مقررہ کنوئین مین۔

مگر وہ حدیث جو سعد بن عبد اللہ نے موسیٰ بن حسن سے اوھنون نے ابو القاسم یعنے عبد الرحمن بن حماد کوفی سے اُنھون نے بشیر سے اونھون نے ابو مریم انصاری سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین ابو عبد اللہ علیہ السلام کے ساتھ اُنکے ایک باغ مین تھا نماز کا وقت آیا تو اُنھون نے ایک ڈول اپنے کنوئین سے نکالا۔ اُسمین ایک ٹکڑا خشک گوبر کا نکلا۔ تو اُنھون نے ڈول کا سرا جھکا دیا (کہ وہ گوبر نکل گیا) اور باقی پانی سے وضو کر لیا۔ پس اس حدیث مین بھی دو احتمال ہین۔ اول وہی جو ہم پہلی دونون حدیثون کے متعلق بیان کر چکے ہین کہ کنوئین سے مراد حوض ہو کہ جس مین بہت پانی آجاتا ہی۔ دوم یہ کہ گوبر سے مراد اُس جانور کا گوبر لیا جائے جس کا گوشت کھایا جاتا ہی کیونکہ وہ کسی حال مین پانی کو نجس نہین کرتا۔

له یہ سب تاویلات غیر معقول ہین۔ خصوصاً یہ تاویل کہ کنوئین سے مراد حوض ہے۔ کنوئین سے حوض مراد لینا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ لغت عرب مین اس قسم کے استعمال پہلے مصنف صاحب دکھا دیتے۔ مگر مصنف نے ایسا نہین کیا ۱۲۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

اما ما رواہ الحسین بن سعید عن محمد بن ابی عمیر عن کردویہ قال سالت ابا الحسن علیہ السلام عن بئر یدخلہا ماء المطر فیہ البول و العذرۃ و ابوال الدواب و اروائہا و خرء الکلاب قال ینزح منہا ثلثون دلوا و لو کانت مبخرۃ فلا ینافی ہذا الخبر ما حددناہ من نزح خمسین دلوا لان ہذا الخبر مختص بماء المطر یختلط بہ حد ہذہ الاشیاء من النجاسات ثم تدخل البئر فیجوز استعمالہ بعد نزح الاربعین و الخبر الذی قدمناہ تناول اذا کانت العذرۃ نفسہا تقع فی البئر فلا تنافی بینہما علی کل حال باب الدجاجۃ و ما اشبہہا تموت فی البئر - اخبرنی الشیخ رحمہ اللہ عن احمد بن محمد عن ابیہ عن الحسین بن الحسن بن ابان عن الحسین بن سعید عن القاسم عن علی قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الفارۃ تقع فی البئر قال سبع دلاء قال و سالتہ عن الطیر

باقی رہی وہ حدیث جو حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے اُنھوں نے کردویہ سے روایت کی ہی کہ اُنھوں نے کہا مین نے ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ کنوئین مین مینھ کا پانی چلا جائے جس مین پیشاب اور گوبر اور چوپایون کا پیشاب اور لید اور کتون کا پاخانہ ملا ہوا ہو (تو کیا کیا جائے) تو امام نے فرمایا کہ اُس سے تیس ڈول نکال ڈالو اگرچہ وہ پانی بدبودار ہو - پس یہ حدیث بھی منافی اسکے نہین ہی جو ہم اوپر پچاس ڈول کی حد مقرر کر چکے ہین - کیونکہ یہ حدیث مینھ کے پانی کے ساتھ مخصوص ہی جس مین ان نجاستون مین سے کوئی چیز مل گئی ہو - پھر وہ پانی کنوئین مین چلا جائے تو اُس وقت مین اس کا استعمال تیس ڈول کے بعد جائز ہی - اور وہ حدیثین جو ہم اوپر بیان کر چکے ہین - اُس صورت کے لیے ہین جبکہ خود گوبر کنوئین مین گر جائے - لہذا ان حدیثون مین باہم کسی طرح مخالفت نہین ہے -

باب - مرغی یا اسکے مثل کوئی چیز کنوئین مین گر جائے (تو کیا کیا جائے)

مجھے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حسین بن حسن بن ابان سے اُنھون نے حسین بن سعید سے اُنھون نے قاسم سے اُنھون نے علی سے روایت کرکے خبر دی وہ کہتے تھے مین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ چوہیا کنوئین مین گر جائے (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا کہ سات ڈول نکال ڈالے جائین نیز وہ کہتے تھے کہ مین نے امام سے پوچھا کہ پرندہ

یہ تاویل بھی نہایت عجیب و غریب ہی - نجاست مینھ کے ساتھ مخلوط ہو کر کنوئین مین گری یا بغیر مخلوط ہوئے گری دونون مین فرق کیا ہی - بلکہ مخلوط ہونے مین نجاست زیادہ ہونی چاہیے کہ وہ تمام پانی مین سرایت کر جائیگی ۱۲

والدجاجۃ یقع فی البئر قال سبع دلاء فاما مارواہ محمد بن احمد بن یحیی عن الحسن بن موسی الخشاب عن غیاث بن کلوب عن اسحٰق بن عمار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول فی الدجاجۃ ومثلھا تموت فی البئر ینزح منھا دلوان او ثلثۃ فاذا کانت شاۃ وما اشبھھا فتسعۃ او عشرۃ فالوجہ فی ھذا الخبران نحملہ علی الجواز والاول علی الفضل والاستحباب ویکون العمل علی الاول اولی لانا متی عملنا علی الخبر الاول دخل ھذا الخبر فیہ یکون عملنا بالاحتیاط متیقنا الطھارۃ واذا عملنا بھذا لم نکن ذلک متیقن بالطھارۃ ویمکن ایضا ان یکون الاول اذا تفسخ والثانی اذا مات واخرج فی الحال

اور مرغی کنوئین مین گر جائین توکیا؟ امام نے فرمایا کہ سات ڈول۔

لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے حسن بن موسی خشاب سے اُنھون نے غیاث بن کلوب سے اُنھون نے اسحاق بن عمار سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ مرغی یا اُسکے مثل اور کوئی جانور کنوئین مین گر کر مرجائے تو اس سے دو ڈول یا تین ڈول نکالڈالے جائین۔ اور اگر بکری یا اسکے مثل کوئی جانور ہو تو نو ڈول یا دس ڈول

پس مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ہم اس کو جواز پر محمول کرین اور پہلی حدیث کو فضیلت اور استحباب پر۔ اور عمل پہلی ہی حدیث پر کیا جائے۔ کیونکہ ہم جب اُسپر عمل کرینگے تو دوسری حدیث پر بھی عمل ہو جائیگا اور عمل ہمارا احتیاط کے ساتھ ہوگا اور ہمکو طہارت کا یقین ہو جائیگا۔ اور اگر ہم دوسری حدیث پر عمل کرین تو ہمکو طہارت کا وثوق نہ ہوگا[1]۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلی حدیث اُس حالت کے لیے ہو جبکہ جانور پھول کر پھٹ جائے اور دوسری حدیث اسی حالت کے لیے ہو جبکہ وہ جانور مرنے کے بعد فوراً نکال لیا گیا ہو۔

باب۔ کنوئین مین تھوڑا یا بہت خون گر جائے (توکیا کیا جائے)

باب البئر یقع فیھا الدم القلیل والکثیر۔ اخبرنی الحسین بن عبد اللہ عن احمد بن محمد بن یحیی عن ابیہ عن محمد بن احمد بن یحیی الاشعری عن العمرکی عن علی بن جعفر

مجھے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے محمد بن احمد بن یحیی اشعری سے اُنھون نے عمرکی سے انھون نے علی بن جعفر سے

[1] یہ عجب ماجرا ہے۔ جب حدیث کی صحت مسلم ہو چکی تو اُس پر وثوق نہ ہونا چہ معنی۔ یہ اور اس قسم کی دوسری تاویلین ایک قسم کی سوء ادب سے خالی نہین ہین ۱۲

عن اخیہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام قال سألتہ عن رجل ذبح شاۃ فاضطربت فی بئر ماء واوداجہا تشخب دماً ہل یتوضأ من ذلک البئر قال ینزح منہا ما بین الثلثین الی الاربعین دلواً ویتوضأ ولا بأس قال وسألتہ عن رجل ذبح دجاجۃ اوحمامۃ فوقعت فی بئر ہل یصلح ان یتوضأ منہا قال ینزح منہا دلاء یسیرۃ ثم یتوضأ منہا وسألتہ عن رجل یستقی من بئر فرعف فیہا ہل یتوضأ منہا قال ینزح منہا دلاء یسیرۃ فاما ما رواہ احمد بن محمد عن محمد بن اسمٰعیل بن بزیع قال کتبت الی رجل اسألہ ان یسأل ابا الحسن الرضا علیہ السلام عن البئر تکون فی المنزل للوضوء فیقطر فیہا قطرات من بول اودم اویسقط فیہا شیء من غیرہ کالبعرۃ اونحوہا ما الذی یطہرہا حتی یحل الوضوء منہا للصلوٰۃ فوقع علیہ السلام فی کتابہ بخطہ ینزح منہا دلاء فالوجہ فی ہذا الخبران

انھون نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مین نے امام ممدوح سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک بکری ذبح کی اور وہ بکری تڑپ کر پانی کے ایک کنوئین مین گر پڑی۔ اُسکی گردن کی رگون سے خون جاری تھا۔ تو کیا اس کنوئین سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا کہ اُس سے تیس ڈول سے لیکر چالیس ڈول تک پانی نکال ڈالا جائے پھر کچھ حرج نہین۔ **نیز** وہ کہتے تھے کہ مین نے امام ممدوح سے پوچھا کہ کسی شخص نے مرغی یا کبوتر ذبح کیا اور وہ کنوئین مین گر گیا۔ آیا اُس کنوئین سے وضو ہو سکتا ہی؟ امام نے فرمایا اُس سے چند ڈول نکالڈالے جائین پھر اس سے وضو کیا جائے۔ **نیز** وہ کہتے تھے مین نے امام سے پوچھا کہ ایک شخص کنوئین سے پانی بھر رہا تھا اُسکی نکسیر اُسمین پھوٹ گئی۔ کیا اُس سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا اُس سے چند ڈول نکال ڈالے جائین۔

لیکن وہ حدیث جو احمد بن محمد نے محمد بن اسمٰعیل بن بزیع سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مین نے ایک شخص کو لکھا کہ تم امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے پوچھو کہ جو کنوئین گھرون مین وضو کے لیے ہوتے ہین اُن مین اگر چند قطرے پیشاب کے یا خون کے گر جائین یا اور کوئی چیز اسی قسم کی مثل اونٹ کی مینگنی وغیرہ کے گر جائے تو یہ کنوئین کس طرح پاک کیے جائین کہ وضو نماز کا ان سے جائز ہو جائے۔ تو امام نے میرے خط پر اپنے قلم سے لکھدیا کہ ان کنوؤن سے چند ڈول[ف] نکال ڈالے جائین۔

ف چند ڈول سے کوئی عدد خاص مفہوم نہین ہوتا۔ اگر یہ حدیث صحیح ہی تو عجب کیفیت ہی۔ غالباً یہ فتوٰے بھی عجیب فتوٰے ہوگا۔ جس سے سائل کو سوا حیرت و تردد کے کچھ حاصل نہین ہو سکتا ۱۲

تحملہ علی انہ اذا کان الدم قلیلا کانہ کذا سأله الاتری انہ قال یقطر فیہا قطرات من دم وذلک یستفاد بالقلۃ وما تضمن الخبر من ثلثین الی الاربعین دلوا محمول علی انہ اذا اکثر الدم ولاجل ذلک قرنہ بذبح شاۃ وقعت فی البئر وہی تتشخب وما والمعتاد من ذلک الکثرۃ ولما قال ذلک فی ذبح الدجاج او الحمامۃ او الرعاف اجاز ان ینزح منہا دلاء یسیرۃ وذلک مفصل فی الخبر الاول مشروح فاما ما رواہ الحسین بن سعید عن محمد بن زیاد عن کردویہ قال سألت ابا الحسن علیہ السلام عن البئر تقع فیہا قطرۃ دم او نبیذ مسکر او بول او خمر قال ینزح منہا ثلثون دلوا فہذا الخبر شاذ نادر قد تکلمنا علیہ فیما تقدم لانہ تضمن ذکر الخمر والنبیذ المسکر الذی یوجب نزح جمیع الماء مضافا الی ذکر الدم وقد بینا الوجہ فیہ ویمکن ان یحمل فیما یتعلق بقطرۃ دم ان نحملہ علی ضرب من الاستحباب وما قدمناہ من الاخبار

پس مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ہم اسکو اس حالت پر محمول کرین جبکہ خون کم ہو۔ کیونکہ سائل نے ایسا ہی پوچھا ہے۔ دیکھو وہ کہتا ہے کہ چند قطرے خون کے اُسمین ٹپک جائین۔ اس سے قلت ظاہر ہورہی ہے۔ اور جس حدیث مین تیس سے لیکر چالیس ڈول تک کا حکم ہے اُسکو اس حالت پر محمول کرین جبکہ خون زیادہ ہو۔ اسی واسطے سائل نے اسکو اس طرح پوچھا ہے کہ اُس نے بکری ذبح کی اور اُس سے خون جاری تھا عادۃً اس سے خون کی کثرت مفہوم ہوتی ہے۔ چونکہ مرغی یا کبوتر یا نکسیر مین خون کم ہوتا ہے لہذا امام نے جائز کردیا کہ اس سے چند ڈول نکالڈالے جائین۔ یہ مضمون پہلی حدیث مین شرح وبسط کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ **لیکن** وہ روایت جو حسین بن سعید نے محمد بن زیاد سے اُنھون نے کردویہ سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا مین نے ابوالحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ کنوئین مین اگر ایک قطرہ خون کا یا نبیذ مسکر کا یا پیشاب کا یا شراب کا گرجائے (توکیا کرنا چاہیے) امام نے فرمایا اُس سے تیس ڈول نکالڈالے جائین **پس** یہ حدیث شاذ نادر ہے اسپر ہم پہلے بحث کرچکے ہین۔ کیونکہ اس حدیث مین خون کے ساتھ شراب[1] اور نبیذ مسکر کا بھی ذکر ہے جس کی وجہ سے تمام پانی کا نکالنا ضروری ہے۔ اور ہم اس حدیث کا مطلب بیان کرچکے ہین۔ اور ممکن ہے کہ قطرہ خون کے متعلق جو حدیث ہے اُسکو ہم ایک قسم کے استحباب پر محمول کرین اور گزشتہ حدیثون کو وجوب پر۔ تاکہ حدیثون مین باہم مخالفت نہ رہے۔

[1] شراب اور نبیذ مسکر کا ذکر ہرگز اس حدیث کے شاذ نادر ہونے کی دلیل نہین ہوسکتا۔ کیونکہ شراب ونبیذ کی طہارت دوسری احادیث مین بھی آئی ہے۔ انشاء اللہ تعالی آیندہ ظاہر ہوگا۔ ۱۲

باب - کنوئین اور چہ بچہ کے درمیان مین کسقدر فاصلہ ہونا چاہیے -

مجھے شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے صفار سے اُنھون نے احمد بن محمد سے اُنھون نے محمد بن سنان سے انھون نے حسن بن رباط سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کر کے خبر دی وہ کہتے تھے کہ مین نے امام ممدوح سے چہ بچہ کے بابت پوچھا جو کنوئین سے اونچا ہو - امام نے فرمایا کہ اگر کنوئین سے نیچا ہو تو پانچ گز اور اگر کنوئین سے اونچا ہو تو ہر طرف سے سات گز ہونا چاہیے اور یہ بہت ہی - **احمد بن محمد** نے محمد بن اسمعیل سے اُنھون نے ابو اسمعیل سراج سے انھون نے عبد اللہ بن عثمان سے اُنھون نے قدامہ بن ابی زید جمال سے اُنھون نے ہمارے بعض اصحاب سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مینے امام ممدوح سے پوچھا کہ کنوئین اور چہ بچہ کے درمیان کس قدر فاصلہ ہونا چاہئیے امام نے فرمایا اگر زمین نرم ہو تو سات گز اور اگر پہاڑی ہو تو پانچ گز - پھر فرمایا کہ پانی قبلہ سے داہنی سمت بہ جائے اور قبلہ کی داہنی سمت سے قبلہ کی بائین طرف بہ جائے اور قبلہ کی بائین جانب سے قبلہ کی داہنی طرف بہ جائے اور قبلہ سے پشت قبلہ کی طرف بہے:

اور مجھے حسین بن عبید اللہ نے ابو محمد یعنی حسن بن حمزہ علوی سے انھون نے علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حماد سے اُنھون نے حریز سے اُنھون نے زرارہ اور ابو بصیر اور محمد بن مسلم سے روایت کر کے خبر دی یہ لوگ کہتے تھے کہ ہمنے امام سے پوچھا کہ ایک کنوان ہی جس سے وضو کیا جاتا ہی اور اُس سے قریب ہی پیشاب بہتا ہی - کیا وہ اُس کنوین کو نجس کر دیگا - امام نے فرمایا اگر وہ کنوان اُس وادی کی بلندی پر ہو اور وادی مین پیشاب نیچے سے بہتا ہو اور کنوئین کے اور اُسکے درمیان مین تین گز کا فاصلہ ہو

على الوجوب لئلا تتناقض الاخبار **باب** مقدار ما يكون بين البئر والبالوعة - اخبرني الشيخ ابو عبد الله رحمه الله عن احمد بن محمد عن ابيه عن الصفار عن احمد بن محمد عن محمد بن سنان عن الحسن بن رباط عن ابي عبد الله عليه السلام قال سالته عن البالوعة تكون في البئر قال اذا كانت اسفل من البئر فخمسة اذرع وان كانت فوق البئر فسبعة اذرع من كل ناحية وذلك كثير احمد بن محمد عن محمد بن اسمعيل عن ابي اسمعيل السراج عن عبد الله بن عثمان عن قدامة بن ابي زيد الجمال عن بعض اصحابنا عن ابي عبد الله عليه السلام قال سالته كم ادنى ما بين البئر والبالوعة فقال ان كان سهلا فسبعة اذرع وان كان جبلا فخمسة اذرع ثم قال يجري الماء الى القبلة الى يمين ويجري عن يمين القبلة الى يسار القبلة ويجري عن يسار القبلة الى يمين القبلة ولا يجري من القبلة الى دبر القبلة - واخبرني الحسين بن عبيد الله عن ابي محمد الحسن بن حمزة العلوي عن علي بن ابراهيم بن هاشم عن ابيه عن حماد عن حريز عن زرارة ومحمد بن مسلم وابي بصير قالوا قلنا له بئر يتوضأ منها يجري البول قريبا منها اينجسها

قال فقال ان کانت البئر فی اعلی الوادی والوادی یجری فیہ البول من تحتہا وکان بینہما قدر ثلثۃ اذرع او اربعۃ اذرع لم ینجس ذلک شئ وان کانت البئر فی اسفل الوادی ویمر الماء علیہا وکان بین البئر وبینہ سبعۃ اذرع لم ینجسہا وکان اقل من ذلک لم یتوضأ منہ قال زرارۃ فقلت لہ فان کان یجری بلزقہا وکان لا یلبث علی الارض فقال ما لم یکن لہ قرار فلیس بہ باس فان استقر منہ قلیل فانہ لا یثقب الارض ولا یعولہ حتی یبلغ البئر ولیس علی البئر منہ باس فتوضأ منہ انما ذلک اذا استنقع الماء کلہ واخبرنی الشیخ ابو عبد اللہ عن ابی محمد الحسن بن حمزۃ العلوی عن احمد بن ادریس عن احمد بن محمد بن یحیی عن عباد بن سلیمان عن سعد بن سعد عن محمد بن القاسم عن ابی الحسن علیہ السلام فی البئر یکون بینہا وبین الکنیف خمسۃ اذرع واقل واکثر یتوضأ منہا قال لیس یکرہ من قرب لا بعد یتوضأ منہا ویغتسل ما لم یتغیر الماء قال محمد بن الحسن ہذا الخبر یدل علی ان الاخبار المتقدمۃ کلہا محمولۃ علی الاستحباب دون الحظر والایجاب -

تو وہ نجس نہین کریگا اور اگر کنوان وادی کے نشیب مین ہو اور پانی اُسکے اوپر سے بہتا ہو اور کنوئین کے اور اسکے درمیان مین سات گز کا فاصلہ ہو تب بھی نجس نکریگا ہان اس سے کم ہو تو اُس سے وضو نہ کیا جائے - زرارہ کہتے تھے کہ مین نے امام سے کہا کہ اگر وہ پیشاب اُس کنوئین سے ملا ہوا بہتا ہو مگر زمین پر ٹھہرتا نہ ہو تو امام نے فرمایا جب تک اُسکو زمین پر قرار نہ ہو اُسوقت تک کچھ حرج نہین اور اگر کچھ مقدار قلیل اس کی ٹھہر بھی جائے گی تو وہ اس قدر نہ ہوگی کہ زمین مین سوراخ کرکے کنوئین تک پہونچ جائے اس نجاست سے کنوئین مین کوئی خرابی نہ آئیگی تم اُس سے وضو کرو - ہان اگر کُل پانی رنگین ہو جائے تو البتہ - اور مجھے شیخ ابو عبد اللہ نے ابو محمد یعنے حسن بن حمزہ علوی سے اُنھون نے احمد بن ادریس سے اُنھون نے محمد بن احمد بن یحیی سے اُنھون نے عباد بن سلیمان سے اُنھون نے سعد بن سعد سے اُنھون نے محمد بن قاسم سے اُنھون نے ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کرکے خبر دی کہ جس کنوئین اور پاخانہ کے درمیان پانچ گز یا اس سے کم زیادہ کا فاصلہ ہو اس سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا قرب یا بُعد مین کچھ خرابی نہین ہے اُس سے وضو کیا جائے اور غسل کیا جائے جب تک پانی متغیر نہ ہو - محمد بن حسن نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گذشتہ سب حدیثین استحباب پر محمول ہین نہ حرمت یا وجوب پر -

ترجمۂ استبصار کی پہلی جلد ختم کی گئی اور انشاء اللہ تعالے جلد دوم ابواب استنجاء سے شروع ہوگی

والحمد للہ تعالے

اولاً و آخراً

مضمون نگاری کے قواعد

النجم کو بھی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی ضروری ہی جو جان قواعد کی پابندی نہو سکے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج کی جوابدہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے

وہ قواعد یہ ہین

(۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اس مبحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔

(۲) جو مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق والزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور الزام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گالیون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔

(۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو۔ عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو انکا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو

(۴) خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔

(۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جا سکتے ہین

(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ اور معاوضہ کے آرزومند نہون۔ ان اجرھم الا علی اللہ

(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی اُنکو بھی ملتی رہینگی۔

(۸) جو مضمون حسن و خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے اُسکے لکھنے والے کو ہر فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔

(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین۔

(۱۰) ہر مضمون زیادہ از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا اور اگر کوئی عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔